افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

بیابہ مجلس شیخ الحدیث

صحبتے با اہل حق

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مجالس کافی عرصہ سے محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ ابتداء میں تاریخ لکھنے کا اہتمام نہ تھا کیف ما اتفق ملفوظات لکھے جاتے رہے اور اب بھی فائل سے جو نسے ملفوظ سامنے آتے ہیں صاف کر کے کاتب کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ لہذا جن ملفوظات کے شروع میں تاریخ درج نہ ہو ان کا سن محفوظ رہے کہ ۸۲ء و ۸۳ء ہے۔ (ع ق ح)

اصل چیز قبولیت عند اللہ ہے ملاقات کے لئے آئے ہوئے ایک شخص نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت! ہمارے نزدیک آپ خدا کے ہاں مقبول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ہیں۔ ہم جب دعا کرتے ہیں تو آپ کے وسیلہ سے خدا کے حضور دعا کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خاطر ہمیں رحمت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ حضرت مدظلہ نے بڑی حسرت اور عاجزی و انکساری کے ساتھ فرمایا۔ آپ تو خدا کے حضور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے اپنے گمان کے مطابق معاملہ کرے گا اور آپ کے حق میں یہ بات محمود ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ کیا ہوا اگر میں بظاہر مولوی اور دین کے خادم کے نام سے یاد کیا جاتا ہوں۔ نہ معلوم خدا کے ہاں کون مقبول اور کون غیر مقبول ہے۔ وہ تو صمد اور بے نیاز ہے۔ دین کی حفاظت اور خدمت کا کام تو اللہ تعالیٰ نے عنکبوت سے بھی لے لیا ہے۔ جس نے ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں کفار مکہ سے چھپ گئے تھے۔ اپنا تانا بانا تان لیا تھا۔ کفار آئے تو وہ دھوکا کھا گئے کہ یہاں کوئی داخل نہیں ہوا۔ اس طرح ایک چھوٹے سے عنکبوت سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم اور ان کے ساتھی کی حفاظت اور نصرت کا کام لے لیا اصل چیز۔ اللہ کے ہاں مقبولیت ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں قبولیت عطا فرما دے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فراست امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں جب حاکم وقت نے عہدہ قضا قبول کرنے کی درخواست کی تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حاکم وقت کو اس بات پر سخت غصہ آیا اور امام صاحب سے کہا کہ حکومت کی ملازمت تو آپ نے کرنی ہی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قضا کا عہدہ قبول کر لو ورنہ دوسرے مشکل کام آپ کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام صاحب نہ مانے اور بضد رہے۔ تو حکومت نے امام صاحب سے سخت

رویہ اختیار کیا۔ اور آپ کو ایک ڈیوٹی سپرد کی۔

یہ تعمیر بغداد کا زمانہ تھا۔ امام صاحب سے کہا گیا کہ جو اینٹیں بغداد کی تعمیر کے لئے سارا دن گدھے لاتے ہیں، شام کے وقت انہیں گن کر حکومت کو صحیح تعداد سے آگاہ کریں۔

مقصد یہ تھا کہ امام صاحب عصر سے کر ساری رات اینٹیں گننے میں گذاریں گے۔ ایک ایک اینٹ اٹھا کر جب شمار کریں گے تو تھک جائیں گے۔ ہاتھ زخمی اور چھلنی ہو جائیں گے۔ حکومت کا مقصد آپ کو کڑی آزمائش میں ڈالنا اور سخت سزا دینا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ جب امام صاحب تنگ آئیں گے تو قضا کا عہدہ قبول فرمائیں گے۔

مگر امام صاحب بہت عاقل اور عالم تھے ریاضی بھی پڑھی تھی۔ اللہ نے زبردست فہم و فراست اور بے پناہ زیرکی و دانائی سے نوازا تھا۔ تو امام صاحبؒ فہم و دانش سے اس مشکل ترین کام کو آسان کر دیا اور وہ کام جو تمام رات ختم نہیں ہو سکتا تھا چند لمحوں میں مکمل کر لیا۔ اور وہ یوں کہ آپ جب عصر کے وقت ڈھیر پر تشریف لاتے تو ایک رسی جس کا عرض مثلاً ۳ فٹ لمبائی ۲۰ فٹ ہوتی سے اینٹوں کے ڈھیر کو دونوں طرف سے ناپ لیتے (جیسے کہ آج کل مروج ہے) ۲۰×۳ کے حساب سے چند لمحوں میں ڈھیر کے ڈھیر شمار کر کے حکومت کو آگاہ کر دیتے اور حساب میں ذرہ برابر غلطی واقع نہ ہوتی۔ اس طرح حکومت اپنے حربہ میں ناکام رہی۔ اور امام ابو حنیفہ اپنی فہم و فراست سے حکومت کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہے۔

یزید فاسق تھا مگر لینن اور سٹالن سے بہتر تھا

کسی نے حضرت سے یزید کے متعلق سوال کیا تو فرمایا جواب میں کہ ہم یزید کو نہ کافر کہتے ہیں اور نہ جہنمی۔ البتہ اکابر سے اس قدر منقول ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا ہم کہتے ہیں یزید اگرچہ امام حسینؓ کی نسبت فاسق تھا مگر لینن و سٹالن اور آج کے غنڈہ حکمرانوں سے ہزار درجہ بہتر تھا خود حضرت حسین بھی یزید کے ساتھ جنگ کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے مقابل فوجوں سے کہہ دیا تھا کہ ہمیں یزید سے ملاقات کا موقعہ دیا جائے مگر اس کی صورت نہ بن سکی۔

مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں

شریعت کے احکام میں مردوں اور عورتوں کے مزاج اور طبائع کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عورتوں میں مردوں کی نسبت، صفائی ستھرائی کا اہتمام طبعاً و خلقتاً کم ہوتا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ عورتوں کی ذمہ داریاں ہی کچھ ایسی ہیں کہ وہ ہمہ وقت ملوث رہتی ہیں۔ گھر کی صفائی۔ غلہ کی صفائی۔ گھر میں نالیاں اور بیت الخلاء کو صاف کرنا۔ بچوں کی پرورش اور صفائی اور ان کی نجاست سے آلودہ رہنا اور ان کے حیض و نفاس وغیرہ ایسے امور ہیں جو صرف عورت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر عورت کا مزاج بھی مردوں کی طرح نفیس ہوتا تو معصوم بچوں کی پرورش کا مسئلہ بہت گراں ہوتا۔ اور حرج عظیم واقع ہوتا۔ مگر افسوس کہ آج مغربی تعلیم نے کالجوں میں

ہماری بچیوں میں جو نفاست اور ستھرائی کا نیا فیشن ڈالا ہے اس سے ان کی اصل فطرت مسخ ہو کے رہ گئی ہے۔ اس لئے اب نہ تو وہ گھر میں جھاڑو دے سکتی ہیں اور نہ گھروں میں بچوں کی پرورش و نگہداشت کر سکتی ہیں والدین کی خدمت تو نہیں کر سکتی بلکہ الٹا ان کے لئے زحمت بن گئی ہیں۔ اور جن عورتوں کو عارضی نفاست حاصل ہو گئی ہے درحقیقت وہ عورتوں سے گر کر خنثیٰ شکل بن گئی ہیں۔

نفسانی خواہشات اور فواحش کے لطیف تصور کے دروازہ پر شریعت کا پہرہ

غیر محرم عورت کے بدن کا ہر جزء عورت کا ہے۔ اس کا دیکھنا اور استعمال کرنا شرعاً حرام ہے۔ لہٰذا اگر کسی اجنبیہ عورت نے ایک برتن سے پانی پی لیا۔ کھانا کھا لیا تو مرد کو اس برتن سے عورت کے پس خوردہ کا استعمال ممنوع ہے[1] وجہ یہ ہے کہ برتن سے پینے والی عورت کے لعاب کے اجزاء برتن کو لگ جاتے ہیں۔ اگر مرد اس اجنبیہ عورت کا فضلہ (پس خوردہ) پانی پیئے گا۔ گو عورت کا بچا ہوا پانی نجس نہیں کیونکہ مومن کا پس خوردہ طاہر ہے۔ لیکن عورت کے پس خوردہ کا استعمال کا مطلب یہ ہے کہ مرد نے اجنبیہ عورت کے جزء بدن کو استعمال کر لیا۔ اور یہ ممنوع اور ناجائز ہے تو اندازہ لگانا چاہیئے کہ شریعت نے مرد کے ان باریک اور لطیف جذبات پر بھی کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن سے گندے خیالات کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

اجعلوا آخر صلوٰتکم باللیل وترا حدیث کی تشریح

ایک مہمان نے سوال کیا کہ حضرت! وتر کے بعد نوافل پڑھنا چاہیئے یا قبل الوتر؟ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ حدیث پاک میں جو الفاظ آئے ہیں وہ یہ ہیں۔ کہ اجعلوا آخر صلوٰتکم باللیل وترا" اس سے مراد یہ ہے کہ لیل (رات) کی نماز کا آخری ٹوٹل وتر بنا لو۔ وتر شروع نفل میں پڑھے یا وسط نفل میں یا آخر نفل میں پڑھے جب جملہ رکعتوں کو جمع کیا جائے تو ٹوٹل وتر نکلے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ غلط مفہوم لیا ہے کہ وتر کے بعد نفل نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اگر مقصد یہی ہوتا کہ وتر کے بعد نوافل نہیں ہیں تو پھر حدیث کے الفاظ یوں ہوتے اجعلوا الوتر آخر الصلوٰۃ اللیل۔ جیسے دن کی فرض رکعتوں کو جمع کیا جائے تو ٹوٹل وتر (۱۳) ہے۔ اسی طرح بہتر یہ ہے کہ رات کی نماز کے رکعات کا مجموعہ بھی وتر آئے۔

آپ ہی کو یہ حق حاصل ہے

پشاور کے مولانا عبدالقدوس ہاشمی کے برخوردار کے نکاح کی تقریب تھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ مدعو تھے۔ جب گاڑی لینے آئی تو مجھے بھی ساتھ چلنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مدظلہ کے برخوردار مولانا انوار الحق بھی ہمراہ تھے۔ اس تقریب میں حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا فقیر محمد بکا؟ ، قاضی عبدالسلام نوشہرہ

---

[1] ان سؤر المرأۃ للرجل وعکسہ مکروہ لاستلذاذ والمراد الاجنبی والاجنبیہ (درمختار)

مولانا محمد ایوب جان پشاور۔ مولانا پروفیسر محمد اشرف پشاور۔ قاضی حسین احمد اور مفتی سیاح الدین کاکاخیل کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء موجود تھے۔

مولانا عبدالقدوس نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو نکاح پڑھانے کی دعوت دی۔ تو آپ نے تمام حاضرین اور اکابر علماء کو صدور جہ عاجزانہ اور منکسرانہ لہجہ میں فرمایا۔

میرے بزرگو! مولانا عبدالقدوس نے میرے ضعف، کمزوری، کبرسنی اور بڑھاپے کو ملحوظ رکھ کر مجھے نکاح پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ وگرنہ آپ حضرات کی موجودگی میں فی الواقعہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ آپ سب بڑے بڑے علماء ہیں، مشائخ ہیں اور میرے اکابر ہیں۔ میں اس بے ادبی، بے جا جسارت اور واقعی خطاء کی آپ سب سے معافی چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری اس ناشائستہ حرکت کو محسوس نہیں کریں گے اور مجھے بخوشی نکاح پڑھانے کی اجازت مرحمت فرماویں گے۔ سب نے بیک آواز کہا مولانا فقیر محمد صاحب بکار (خلیفہ حضرت تھانوی) نے روتے ہوئے چیخ کر کہا کہ سب بیان کی آواز غالب تھی۔

حضرت آپ ہم سب کے بزرگ ہیں، آپ ہم سب کے پیشوا اور شیخ ہیں حضرت آپ ہی کو یہ حق حاصل ہے۔ آپ ہی کو یہ حق حاصل ہے۔

تقریب ختم ہوئی تو عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ سب نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی اقتداء میں نماز پڑھی نماز کے بعد حضرت مدظلہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو حضرت مولانا فقیر محمد صاحب بکار پر گریہ طاری تھا، چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ اور اونچی آواز سے اللہ کی بارگاہ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت یابی اور طول عمر کی دعائیں شروع کر دیں۔ بس حضرت مدظلہ کے لئے دعا کرنے کا حال ان پر غالب ہوا اور غلبہ حال میں دعا اور گریہ، ایک عجیب روح پرور منظر تھا کہ زندگی بھر کبھی ایسی حلاوت نصیب نہیں ہوئی۔

ایک کلمہ جس سے شکر و امتنان، عجز و نیاز میں بدل گیا

۸ ستمبر ۸۲ء حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس میں بعد العصر حسب معمول حاضر خدمت تھا کہ دارالعلوم کے بعض فضلاء جو اس وقت مختلف مدارس میں بہت خدمت تدریس میں مصروف ہیں حاضر خدمت ہوئے۔ ان فضلاء میں بعض ایسے بھی تھے جو دورۂ حدیث کے اہم کتب بخاری مسلم اور ترمذی وغیرہ کی تدریس کر رہے ہیں۔ ان کی تدریسی خدمات اور تعلیمی حالات سے حضرت مدظلہ کو مسرت ہوئی جب وہ چلے گئے تو احقر سے ارشاد فرمایا۔

الحمدللہ الحمدللہ، اس وقت دیکھو! اللہ کا کس قدر احسان ہے کہ دارالعلوم کے فضلاء سے اللہ پاک خدمت دین اور تدریس کا کام لے رہا ہے۔ ملک کے اکثر مدارس میں دارالعلوم کے فضلاء کام کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث پر شکر و امتنان کی کیفیت طاری تھی۔ کہ اس کے ساتھ ساتھ اسی لمحہ اللہ کے حضور عجز و نیاز

کی تصویریں بن کے رہ گئے ہوا یوں کہ

دورانِ گفتگو، آپ کی زبان مبارک سے کہیں یہ جملہ بھی نکل پڑا کہ

" اللہ کا احسان ہے کہ آج ہمارے دوستوںؔ ..... کے ہاں بھی دارالعلوم کے فضلاء پڑھا رہے ہیں "

بس یہی الفاظ تھے کہ زبان مبارک سے نکلے، پھر کیا ہوا ؟ حالت بدل گئی۔ اپنے الفاظ کھٹک گئے۔ بلکہ دل میں چبھ گئے۔ استغفار پڑھنا شروع کیا۔ بار بار فرماتے، اللہ معاف فرمائے، میں تکبراً نہیں کہہ رہا۔ اے اللہ تو ہماری بات پر گرفت نہ فرما۔

بہرحال وہی الفاظ، کھٹکتے رہے اور حضرت اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی کے خواستگار رہے۔ چہرۂ اقدس پہ عجز، ونیاز، اور سوز و گداز کی جو کیفیت تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا واقعۃً حضرت از سر تا قدم اللہ کے حضور پاؤں پڑے گڑ گڑا رہے ہیں ۔

لہ مراد دارالعلوم کے مخالفین ہیں۔ احقر نے حضرت کے ہاں مخالفین کا تذکرہ تو کبھی سنا ہی نہیں۔ اور اگر کبھی ایسا موقع بن بھی گیا، تو غیبت یا مخالفت یا عیب گوئی کا ایک لفظ بھی نہیں۔ البتہ ایسوں کا تذکرہ ان کی خوبیوں اور نیکیوں کے ساتھ بارہا سننے میں آیا ہے ۔

قومی اسمبلی میں
اسلام کا معرکہ
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی پارلیمانی سرگرمیاں
مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)